

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ زَكُوا أَمْوَالَكُمْ تَقْبَلُ صَلَاتُكُمْ

الحكمة والمنه که پر ساله عجاله موسوم به بارشاد المرکین
معروف به زکوة تیهی منجمله تصنیفات جناب مستطاب
تقدس القاب فضائل و فوائد منسب به
حقایق دستنگاه جبر لودعی و حکم ربیبی

فاضل مؤتمن عمدة المدرسین

جناب سید ابوالحسن

صاحب دام

محبده

بمقام لکهنو محله فراسخانه وزیر کج تاریخ ۱۲۶۶ ماه محرم ۱۳۰۵ هجری مطابق
۱۰ جون ۱۳۰۵ لوم روز و شبته بار سوم کس سلی سید سجاد علی اطال الله عمره -

مطبع آستان قدس
در روز اثناعشری یکنواخت
مطبع عام مطبوعه کرد

نقل و تحت خط جناب قبله و كعبه تحتهد العصر جناب سیر آغا صاحب مد ظله العالی

این رساله سدیده و عجماله مفیده موسومہ بارشاد المذکین کہ آنرا بحضرت الارکین ارباب ارشدین
و خلاصه الامتار المبتدین الکارع من حیاض الفنون العقلیه و الرافع من یاض
العلوم الثقلیه المتوقد اللبیب و الفاضل الادیب الاریب ذوالمجد الاثیل و
الشرف الاصل السید ابوالحسن علی بن السید تقی و فقه الله لتحصیل السعادات
و القربات و رقاہ الی عوالی مدارج الکمالات بکثیر التالیف و قال ب تصنیف کشیدہ
از ابتدا و آغاز تا انتہا و انجام تنظیر خاطمی عبد مستہام در رسیدہ چون مشتمل است
بر مسائل اجماعیہ و فتاوی مشہورہ قویہ و اقوال احتیاطیہ و وزن دریم و
دینار و صاع و غیرہ و حسابیکہ متفرع از ان است مقرون است بصحت و
صواب و موافق است بحسابیکہ این خاطمی عامی از کلام جناب مخف اناب
جدی الاعلی اعلی اللہ مدارجہ فی الجنان استنباط و استفادہ کردہ تحقیق و
تتقیح نمودہ پس عمل بر این رسالہ میتوان کرد و نفعہ اللہ بہا و سائر المؤمنین
اتہ تعالی خیر موفق و معین و انا الراجی عفور ربی الغنی القوی السید
المصطفی المدعو بمیر آغا النقوی تجاوزنا اللہ عن سنیاتہ و وفقہ لمصناتہ ولد
عمدۃ العلما السید محمد ہادی سبط العلامۃ المشہر فی الافاق جناب مولانا ابی
ولد ار علی رضوان اللہ علیہم جمعین و حشر ہم مع موالیہم المعصومین و کان
ذک یوم الثلثاء من لیال خلون من الموم الامم ۲۵۴۴ھ من ہجرۃ سید الامام علیہ
وآلہ الکرام الاف التیمیہ والسلام فقط یہ مصنف بن

نقل دستخط جناب قبله وكعبة محمد العصر جناب سيد محمد ابراهيم صاحب نزل العالى
 اين رساله وجزه و عجاله عزيزه را فضائل باب فواضل كتاب المتوقد الزكي والفاضل
 الاعلى صاحب لمحي الفخر ذوالمكارم والمفاخر الحسينى لنسب الاديب الارب
 عمدة الاجلار نجمة الاذكار السيد ابوالحسن على بن سيد تقى جعله الله من اعلام الرشاد و
 الارشاد وورقا والى ذروة الفقه والاجتهاد برامى انتفاع مؤمنين تاليف مؤدونه
 بعض مواضع آن بنظر قاصر رسیده بعنوان خوب واسلوب مرغوب جز و مهند با گردید
 احسن التدبيره واسبع نعمه عليه ونفعنا الله بها وسائر المؤمنين من شيعه آل طه ورس
 كتب بها الاحرف اقل العباد عملا واكثرهم زلالا محمد ابراهيم بن العلامة ممتاز العلماء
 يعلى الله مقامه عصر يوم الثلاثاء الرابع عشر من شهر محرم الحرام سنة اربع و
 تسعين بعد الف ومانين بن حجة النبي وآله المصطفين فقط -

محمد ابراهيم

نقل دستخط جناب قبله وكعبة محمد العصر جناب سيد ابوصالح بن طلاله العالى
 اين رساله شريفه و مقاله منيفه را فضائل باب كمالات انساب الدهر الفاضل طيف
 المفاخر الكارخ من سياحة الفنون العقلية الرابع من رباح من العلوم النقلية الموقد
 اللبيب المعنى البارخ الاربى السيد ابوالحسن على بن سيد تقى بلغة الله ذروة
 تمام الفقه والاجتهاد و جعله من اعلام الهدية والرشاد كجيت انتفاع مؤمنين و
 سلك تاليف در آورده اند بعض مواضع آن بنظر قاصر در آمده بهج خوب اسلوب و
 مرغوب نوشته اند جزاه الله افضل جزاير المحسنين ونفع الله بها المؤمنين و كتب نفير الى الله

الار الالف الفوى
 عبد الواسع بن
 على بن محمد الرضوى

ابوالحسن بن على حقه الله اماره واصلاح اعماله فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله و كفى والصلوة على عباده الذي بنى اصطفا
 اما بعد كتابي هذه خا كسا طالب معصرة پروردگار قومی بوا حسن علی بن سید
 رضوی غفر الله له بیاناته واسكنه جنة جناته کہ یہ رسالہ مشتمل ہے اور پر اکثر مسائل
 احتیاطیہ و مشہورہ و اجماعیہ زکوٰۃ کو حسب التماس بعض طلبہ مدرسہ خیریتہ العلوم
 مقام شاہ گنج بہادی کے تحریر ہوا اور نام اسکا ارشاد المزمین رکھا اور
 متضمن ہے کئی فصلوں پر فصل اول بیچ بیان ثواب و فضیلت زکوٰۃ
 و عذاب تارک زکوٰۃ کے پس مخفی نہ رہے کہ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ
 اس بارہ میں بہت ہیں یہ رسالہ مختصر کنجائش او نکی نہیں رکھتا ہے لیکن
 بطور اجمال چند آیات و احادیث بیان کیے جاتے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ
 قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے **مَثَلُ الَّذِي يَرْفُقُونَ**
أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي
كُلِّ سَبِيلٍ مِّمَّا تَحْبَبُ وَاللَّهُ يَضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ لِيُغْنِيَ عَنْهُ
وَأَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُشْكِرِينَ

لوگوں کے جو صرف کرتے ہیں مال اپنا بیچ راہ خدا کے حسن زر کو وہ حج و عمرہ
 میں مثل اس دانہ کے ہے جو بویا گیا ہو اور انہیں ساتھ خوشہ کلین اور ہر
 خوشہ میں سو دانہ ہوں کہ مجموعہ ساتھ سو دانہ ہوتے ہیں اور انہیں زیادہ
 کرتا ہے واسطے جس کے کہ چاہے خلاصہ کلام الہی یہ ہے کہ سطر ح ایک انہ
 میں ساتھ سو دانہ خداوند عالم عطا کرتا ہے اس سطر ح جو شخص کہ اس کی راہ
 میں صرف کرے ایک کے عوض میں ساتھ سو کا ثواب عطا کرے گا بلکہ بہ اقل
 مرتبہ ثواب ہے جس کو چاہے اس کی بھی زیادہ دو چند سے چند ثواب عطا کرے اور
 احادیث میں ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم جمعین سے وارد ہوا ہے کہ حق سبحانہ
 تعالیٰ نے مقرر کیا ہے واسطے فقراء و مساکین کے ایک مقدار کو بیچ اموال انبیاء
 کے کہ وہ کافی ہے مساکین کے واسطے اگر خداوند عالم جانتا کہ یہ مقدار کافی
 ہوگی تو زیادہ مقرر کرتا اور جو تکلیف و ضرر کہ فقر کو پہنچتا ہے اس وجہ سے
 کہ انبیاء حق فقراء کا نہیں دیتے ہیں اگر دیتے تو سب بہ راحت و آسانی گذر کرتی
 اور مال انبیاء میں بھی ترقی ہوتی اور یہی حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے
 وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا ينفقونها فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيَكْوَىٰ بِهَا
 جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَأُخْرُؤُهُمْ هَذِهِ آفَاتُهُمْ لَا تَنْفَعُكُمْ فِئْتَانُهَا
 مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ یعنی جو لوگ جمع کرتے ہیں طلا و نقرہ اور انہیں صرف
 کرنے راہ خدا میں اور حقوق الہی کو آدہ نہیں کرتی ہیں پس بشارت دو آنکوں اور محمد
 ساتھ عذاب دردناک کے بیچ اس روز کے کہ گرم کیے جائیں گے یہی ہلا و آفتہ لست

جہنم میں اور داغ کرینگے اُس سے اُنکی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹوں کو
 اور کہا جائیگا اُنکو کہ یہ اموال تمہارے ہیں کہ جمع کیا تھا تمہارا انکو پس چلو تم
 خدا سے اُسکا اور حضرت امام بحق ناطق جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو
 دیکے کوئی قیرا زکوٰۃ میں کہ بیسواں حصہ دینا رکاہے تو وہ نہ سو من سے نہ
 مسلمان اور بروقت موت کے استغاثہ کر لگا کہ جھکو واپس کر دنیا کی جانب
 تاز کو اۃ دون جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے حتیٰ اذا جاء احدکم الموت
 قال رب ارجعونی لعلی عمل صدائے کافیا ترکت یعنی جب کہ
 ایسی انہیں سے کسی کو موت ہے گا پروردگار ابھیر دمی جھکو دنیا کی طرف
 شاید کہ عمل نیک کروں اُس مال میں جو کہ چھوڑا ہے میں اور جہاں سالما
 سے منقول ہے جو کہ طلا اور نقرہ رکھتا ہو اور زکوٰۃ اُسکی نہ دے حق تعالیٰ اُسکو
 بروز قیامت محسوس کر لگا اُس زمین لغزندہ پر کہ ٹھہر نہ سکے گا اوس پر اور مسلط
 کر لگا اُس پر ایک ابلق سانپ کو کہ زہم اُسکا اور سانپوں سے بہت زیادہ ہو وہ
 سانپ اُسکے عقب میں دوڑی گا اور وہ شخص بہاگی گا جب اُس تک سانپ
 پونچے گا اور وہ شخص بھی جائے گا کہ اب اس سے گریز ممکن نہیں ہے تو
 لاچار ہو کے ہاتھ اپنا موٹھ میں اُسکے دیکھا پس سانپ اس طرح پرکائے گا
 جس طرح کہ اونٹ کسی شئی کو اپنے دانتوں سے دبا لیتا ہے یہ وہ سانپ اُس
 شخص کے مثل طوق کے لپٹ جائے گا اور یہی معنی میں قول حق تعالیٰ کے
 سیطون ما سئلوا به یوم القیامت یعنی عنقریب ہے کہ طوق گردانے جائیگی
 گردون میں اونسے بروز قیامت اُس مال سے کہ جسمین نکل گیا تھا دنیا میں

اور راہ خدا میں صرف نکلیا تھا اور امام بحق نا طوع حضرت جعفر صادق سے
 منقول ہے کہ کوئی مال بیچ صحرا یا دریا کے تلف نہیں ہوتا مگر بسبب زکوٰۃ
 زکوٰۃ کے فصل ثانی بیان میں اون استخاض کے جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی
 ہے پس مخفی تر ہے کہ واجب ہوتی ہے زکوٰۃ اس شخص پر جس میں اتنی شرطیں
 ہوں اول یہ کہ بالغ ہو اور دوسرے عاقل ہو کیونکہ اطفال و مجاہدین کے
 ملک میں جو طلا یا نقرہ ہو اسکی زکوٰۃ نہیں ہے ہاں بنا بر مشہور کے سنت ہے زکوٰۃ
 غلات اور مویشی مملو کہ طفل میں بلکہ بعضی علمائے اسکو واجب کیا ہے تیسرے
 آزاد ہو کیونکہ غلام پر زکوٰۃ نہیں ہے چوتھے یہ کہ مالک ہو اور قادر تصرف پر اپنے مال
 میں ہو پس اگر کسی نے کسی شخص کو مال قابل زکوٰۃ ہبہ کیا ہو اور موہوب نہ
 قابض نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے البتہ بعد قبض اور تحقق شرائط
 کے زکوٰۃ واجب ہوگی موہوب نہ پر اسے بطرح اگر کوئی وصیت کرے کہ اتنا مال
 مثلاً فلان شخص کو دیا میں نے اور موہوبی زندہ ہے یا مر گیا اور موہوبی نہ
 نے قبول نکلیا یا قبول کیا اور اسکو نکلا کسی وجہ سے تو ان سب صورتوں
 میں موہوبی نہ پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر کچھ مال قرض لے اور قابض ہو اس
 پر اور صرف تکرے یہاں تک کہ سال اس پر گزرے تو زکوٰۃ اس پر واجب
 ہوگی خلاصہ یہ کہ جب تک مالک مال قابض و قادر اس کے تصرف پر
 ہوگا زکوٰۃ اس پر واجب ہوگی پانچویں شرط یہ ہے کہ ایسا مال رکھتا ہو
 کہ جس میں زکوٰۃ واجب ہے مثل روپیہ اشرفی گندم و جو وغیرہ کے کہ انشاء اللہ
 بتفصیل بیان ہوگا چھٹے شرط یہ ہے کہ مال موجود بقدر نصاب کے ہو یعنی اتنی

مقدار کو مال پہنچا ہو کہ جس میں شرطاً زکوٰۃ واجب ہوتی ہو جیسا کہ فقیر
 بتفصیل بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ساتویں شرط گذرنا سال کا ہے یعنی
 سال بھر تک مال اپنی قبضہ اور اختیار میں رہے لیکن یہ شرط زکوٰۃ غلظت
 نہیں ہے بلکہ بنا بر قول مشہور کے جب جنوب بستہ ہو جائیں تو گندم وغیرہ سے
 وجوب زکوٰۃ متعلق ہو جاتا ہے اگرچہ گندم کا اطلاق اس پر نہ ہو اور بعض
 علما قائل ہیں کہ جب اطلاق گندم کا ہو گا جب وجوب زکوٰۃ اس سے متعلق
 ہو گا اور سال زکوٰۃ کا گیارہ مہینہ کا ہے جب بار ہوا ان مہینہ شروع ہوتا
 ہے تو زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور اختلاف ہے درمیان علما
 کے کہ آیا بار ہوا ان مہینہ سال گذشتہ میں داخل ہے یا نہیں
 مشہور قول اول ہے اور شرط ہے کہ سب شرط زکوٰۃ تمام
 سال میں یعنی گیارہ مہینوں میں موجود رہیں پس اگر اثنایا زکوٰۃ
 میں کسی شرط میں شرطاً زکوٰۃ سے غلط واقع ہوا ہو مثل اسکے نصاب
 میں کمی ہو گئی ہو یا نصاب کو بدل لیا ہو کسی اور شے سے خواہ وہ شے
 جسکو بدل لیا ہے اسکے جنس سے ہو یا نہ تو سب صورتوں میں زکوٰۃ ساقط ہوگی
 اور اگر ہم سب امور اس نیت سے کیے ہوں تا زکوٰۃ دینا نہ پڑے تو علماً
 میں اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ ایسی صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں
 ہے اور بعض قائل ہیں کہ اس صورت میں زکوٰۃ ساقط ہوگی فصل
 بیچ بیان اُون چیزوں کے جن میں زکوٰۃ دینا واجب ہے اس میں کمی امر میں
 امر اول زکوٰۃ اُون چیزوں میں واجب ہے اول سونا دوسرے چاندی

تیسرے گندم چوتھے جو پانچویں خرما چھٹے ہونے ساتویں شتر آٹھویں گوسفند
نویں گائے بیس اور سنت ہے زکوٰۃ کل اون چیزوں میں کہ زمین سے روئیدہ
ہوں اور کیل وزن میں آئی ہوں سوائے فواکہ مثل خریرہ و خیار و غیرہ اور شرکاء کی
مثل پودینہ و ساگہ و غیرہ کے کہ ان میں زکوٰۃ سنت بھی نہیں ہے البتہ اگر تصرف
کرے تو مستحب ہے امر ثانی بیچ بیان زکوٰۃ سونے اور چاندی کے پس
تحقیق نہی کہ سونے چاندی میں واجب ہوتی ہے زکوٰۃ اگر بقدر نصاب کی ہوں
اور سال بھر اپنی حال پر رہیں اور سکہ دار ہوں اگرچہ اس سکہ سی فی الحال معنی
ہوتا ہو پس زیور و غیرہ میں زکوٰۃ نہیں ہے امر ثالث نصاب میں طلا کی دو
ہین اول بیس دینار ہیں کہ حسب تحقیق استاد اکبر جناب عثمان باب علی اللہ
مقامہ فی دار الکرامہ کے ظاہر بیس دینار برابر سارے پانچ تولہ اور ڈیرہ
ماشہ کے ہوتے ہیں اور مراد تولہ سے بارہ ماشہ ہیں اور ماشہ سے مراد اٹھ زینان
پس جب استفار طلا کسی کے ملک میں ہو تو باوجود تحقیق شتر الطار زکوٰۃ کو حال میں
حصہ مقدار مذکور کا زکوٰۃ میں دے اور مقدار مذکور بحساب اشرفی چہرہ دار جو کہ
ہم وزن روپیہ چہرہ دار کے ہونے سے برابر پانچ اشرفیان اور دس ماشہ
طلا مسکوک کے ہے پس بحسب حساب مرہور ایک دینار بوزن میں ماشہ
و تین رتی کے اولد دوسرے نصاب طلا کے چار دینار ہیں کہ بوزن ایک تولہ
ڈیرہ ماشہ کے ہے پس جب تک طلا مسکوک چوبیس دینار کامل نہوں تو جو
زکوٰۃ بیس دینار کی ہے وہی دینا لازم ہے نہ زیادہ اور جب چوبیس دینار کامل
ہوں جو برابر سات اشرفی چہرہ دار مذکور اور چار رتی کے ہوتی ہیں تو سب کا

نصاب طلا

چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دے اور بعد پھر جب تک چار دینار اور زیادہ
 ہوں تو زائد کے خاص زکوٰۃ نہیں ہے البتہ جب اٹھائیس دینار کا مل ہوں
 تو مجموعہ کا چالیسواں حصہ دیا سی طرح حساب کرتا رہے جب چار چار دینار
 زیادہ ہوں تو مجموعہ کا چالیسواں حصہ نکالے والا زائد کی خاص زکوٰۃ ہونگی
 اور نصابین چاندی کی بھی دو میں اول دوسو درہم ہیں کہ بحسب تحقیق جناب
 مذکور ظاہر برابر اکتالیس روپیہ چہرہ دار انگریزی باضافہ ایک ماشہ کے ہوا
 میں پس جبکہ اتنا روپیہ ہوا اور شرائط زکوٰۃ تحقق ہوں تو چالیسواں حصہ
 نکال کر زکوٰۃ میں دے اور اگر پورے اکتالیس روپیہ چہرہ دار ہوں
 بلا اضافہ ایک ماشہ کے تو زکوٰۃ اسکی یعنی چالیسواں
 حصہ دینا احوط ہے اور ایک درہم بحسب حساب مذکور برابر دو ماشہ
 اڑھائی رتی اور دو خمس ایک رتی کے ہر دوسرے نصاب چالیس درہم ہیں
 کہ بظاہر سموزن اٹھ روپیہ چہرہ دار اور اڑھائی ماشہ کے ہوتی ہیں
 پس جب تک دوسو درہم چالیس درہم زیادہ ہوں تو زائد کے
 خاص زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ جو دوسو درہم کی زکوٰۃ ہے اسقدر دینا
 واجب ہے البتہ اگر دوسو چالیس درہم کامل ہوں تو مجموعہ کا چالیسواں
 حصہ دیا سی طرح حساب کرتا رہے جب چالیس چالیس درہم زیادہ ہوں
 تو مجموعہ کا چالیسواں حصہ نکالی والا زائد کے خاص زکوٰۃ نہیں ہے
 جیسا کہ نصاب طلا میں مذکور ہوا فصل چوتھی صحیح بیان زکوٰۃ غلہ کے اسمین
 دو امر ہیں امر اول اسمین کئی مسئلہ اولی غلہ میں زکوٰۃ واجب ہے

لغزس صندے

درہم

بشرطیکہ بقدر نصاب کو ہوا اور خود زراعت کی ہو یعنی مالک تخم کا ہو
 بعد ازان زراعت کرے یا زراعت وغیرہ اس کے ملک میں آئی ہو قبل
 بستہ ہونے جو بوجہ و گندم وغیرہ کے مسئلہ ثانیہ اگر گندم و جو کو خرید
 درماتیکہ دانہ پختہ ہو چکے ہوں یا بعد کٹنے کے تو زکوٰۃ اسکی بائع پر ہوگی
 اور اگر قبل کٹنے کے خریدا ہو درماتیکہ جو بوجہ بستہ ہو ہی ہوں
 تو مشتری پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر جو بوجہ بستہ ہو کر ہوں لیکن اسکو
 عرف میں گندم و جو نکھیں تو بنا بر مشہور کے بائع کو زکوٰۃ دینا ہوگا
 اور بعض علماء قائل ہیں کہ اس صورت میں مشتری پر زکوٰۃ ہوگی
 اور احوط یہ ہے کہ اس صورت میں دو نو زکوٰۃ دین مسئلہ ثالثہ اگر
 زمین اجارہ میں ملی ہو اور زراعت اپنی کرے تو زکوٰۃ صاحب زمین پر
 نہیں ہے بلکہ زارع پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر زمین زارع سے نصف یا ملت وغیرہ
 مثلاً مقرر کیا ہو پس حاصل زراعت میں بعد تقسیم کے جسکا حصہ بقدر
 نصاب کے ہوگا اسکو زکوٰۃ دینا لازم ہوگا مالک زمین ہو یا زارع ہو اور
 اگر دو نو شخصوں میں سے ہر ایک کا حصہ نصاب کو پہنچے تو دو نو سیر واجب ہوگی
 مسئلہ رابعہ زکوٰۃ کا نکالنا بعد اخراج حصہ سلطان اور جمیع
 اخراجات زراعت مثل قیمت تخم و اجرت زارع و اجرت آب و ہندہ و تقسیم
 ہر و چشمہ وغیرہ کے ہوگا بنا بر قول ایک جماعت علما کے اور بعض علماء
 قائل ہیں کہ زکوٰۃ دے بعد اخراج حصہ سلطان کے فقط یعنی حصہ سلطان
 دیکر جو کچھ ہے اسکی زکوٰۃ نکالی اور باقی اخراجات بزمہ مالک میں ہیں اور احوط

۴ نو زکوٰۃ مالک زمین پر

ایہ ہے کہ نصاب کا اعتبار ابتدا کر کے یعنی قبل اخراج حصہ سلطان کے
 اگر بقدر نصاب ہو تو زکوٰۃ دے مسئلہ خامسہ غلہ میں ایک مرتبہ زکوٰۃ
 دینا کافی ہے دو بار ادینا واجب نہیں اگرچہ سالہا سال تک اُسکی پاس
 ہے امر ثانی اس میں دو مسئلہ اولی نصاب غلہ کے پانچ وسق
 ہیں کہ بحساب سیرانگریزی نمبری جو شہر لکھنؤ میں فی الحال متداول ہے
 اور غالباً بوزن اسی روپیہ چہرہ دار کے ہے بائیس من سوا اکیس سیر ایک
 چٹانگ دو چہرہ دار اور سات ماشہ کے ہوتی ہے اور اس مقدار غلہ سے
 چٹنا زیادہ ہو اگرچہ سیر بھر بھی ہو تو اُسکی بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے مسئلہ ثانیہ
 اگر زراعت و باغ میں آب پاشی کی ہو بلکہ آب روان یا آب باران سے زراعت
 بہم پہنچی ہو یا باغ مثلاً قریب پانی کو ہے اور دختون میں جڑو نسے پانی
 پہنچتا ہے پس اس صورت میں دسواں حصہ غلہ کا زکوٰۃ میں دینا چاہیے
 اور اگر زراعت و باغ میں آب پاشی کی ہو تو اس صورت میں بیسواں
 حصہ غلہ کا زکوٰۃ میں دینا چاہیے اور اگر دونوں امور میں یعنی آب پاشی بھی
 کی ہو اور آب روان یا آب باران سے بھی پانی پہنچا ہو پس اس صورت میں
 اگر دونوں امور مساوی ہوں تو نصف غلہ دسواں حصہ دیا جائیگا اور
 نصف آخری بیسواں حصہ دیا جائیگا پس اگر غلہ چالیس من ہو تو اُسکی زکوٰۃ
 تین من نکالو پس مراد اس سے تین رجب عشرہ میں اور اگر مساوات نہ ہو تو اس
 حال میں کئی صورتیں ہو سکتی ہیں اور اکثر میں اختلاف محتمل ہے لیکن احوط یہ ہے کہ
 اگر سیرانی اُسکی آب باران وغیرہ سے کم تھی اور آب پاشی زیادہ تھی تو وہی مقدار

ہوند گور ہو ہی یعنی تین رجب عشر تک لے اور اگر اس امر کے برعکس ہو تو مجموع
کا دسواں حصہ نکالے فصل پانچویں بیع بیان زکوٰۃ شتر و گوسفند و
گافی بھیس کے اسمین دو امہین امر اول کہو ان جانوروں کی واجب ہے
چار شرطوں سے اول یہ کہ بقدر نصاب کے ہوں دوسرے یہ کہ سال ہفت تک
اپنی حال پر رہیں تیسرے یہ کہ کارکن ہوں یعنی اون سے کام نہ لیا جاتا ہو
اور بنا اسکی عرف پر سے اگر عرف میں انکو کارکن نہ ہوں تو زکوٰۃ دینا لازم
ہو اور سال یا مہینہ میں اگر ایک روز کام لیا ہو تو اسکا اعتبار نہیں ہے
چوتھے یہ کہ تمام سال حیرتے رہیں بلکہ اپنے مال مملوک سے نکھلا دو اور اسکا بھی مدار
عرف پر سے اگر عرف میں نہیں کہ غذا انکی تمام سال چرانی رہتی تو جو بکوۃ
ان سے متعلق ہو گا اور اگر سال یا مہینہ میں ایک روز اپنے مال یا مملوک سے
نکھلا یا ہو تو یہ درجہ اعتبار سے ساقط ہو گا مسئلہ ان جانوروں کے بچے
جب سے کہ پیدا ہوں اسی روز سے سال زکوٰۃ کا حساب کرنا چاہیے بنا بر
قول مشہور کے اور یہی احوط ہے امر ثانی بیع بیان نصاب کے پس مخفی
زبے کہ شتر کے بارہ نصاب میں ہیں اول پانچ شتر ہیں اگر شتر انکا کوہ
انہیں متحقق ہوں تو ایک گوسفند زکوٰۃ میں دینا چاہیے دوسرے شتر
انکی زکوٰۃ دو گوسفند میں تیسرے پندرہ شتر انکی زکوٰۃ تین گوسفند میں چھ
بیس شتر انکی زکوٰۃ چار گوسفند میں پانچویں سس شتر انکی زکوٰۃ پانچ
گوسفند میں بنا بر قول مشہور کے چہ چہ پانچ شتر انکی زکوٰۃ ایک شتر
یک سالہ ہے داخل سال دوم میں ساتویں چہ پانچ شتر انکی زکوٰۃ ایک شتر

نصاب شتر
۱ ۱
۲ ۲
۳ ۳
۴ ۴
۵ ۵
۶ ۶
۷ ۷
۸ ۸
۹ ۹
۱۰ ۱۰
۱۱ ۱۱
۱۲ ۱۲

۱۰
۲۰
۳۰
۴۰
۵۰
۶۰
۷۰
۸۰
۹۰
۱۰۰

۱۰
۲۰
۳۰
۴۰
۵۰
۶۰
۷۰
۸۰
۹۰
۱۰۰

۱۰
۲۰
۳۰
۴۰
۵۰
۶۰
۷۰
۸۰
۹۰
۱۰۰

۱۰
۲۰
۳۰
۴۰
۵۰
۶۰
۷۰
۸۰
۹۰
۱۰۰

باہر دو سالہ ہے داخل سال سیوم میں آٹھویں چھالیس شتر انکی زکوٰۃ ایک
 شتر مادہ سہ سالہ ہو داخل سال ہارم میں نوین اکیسہ شتر انکی زکوٰۃ ایک
 شتر مادہ چار سالہ ہو داخل سال پنجم میں دسویں چتر شتر انکی زکوٰۃ دو شتر
 مادہ پن ہر ایک دو سالہ ہو داخل سال سیوم میں کیا رہوں اکانوی شتر
 انکی زکوٰۃ دو شتر مادہ سہ سالہ میں داخل سال ہارم میں بارہویں اکیسویں
 شتر اور جتنے زیادہ ہوں انکی زکوٰۃ ہر چاس شتر میں ایک شتر مادہ سہ سالہ ہو
 داخل سال ہارم میں باہر چالیس شتر میں ایک شتر مادہ دو سالہ ہو داخل
 سال سیوم میں اسطور پر کہ فقر کا نقصان لازم نہ آوے اس اکیسویں میں چالیس
 کا اعتبار کرو اور اگر وہ سو ہوں تو چچاس کا اعتبار کرے اور اگر دوسو
 ہوں تو اختیار ہو چچاس چالیس کا اعتبار کرو اور چچاس کا اور اس طرح
 حساب کرے جب قدر زیادہ ہوں اور گالی بھیس کو دو نصاب میں اول میں
 گالی یا بھیس میں انکی زکوٰۃ ایک کو سالہ ایک سالہ ہو مادہ ہو یا زید داخل سال دوم میں
 دو سو چالیس گالی یا بھیس اسکی زکوٰۃ ایک گالی مادہ دو سالہ ہو داخل سال سیوم میں
 اور جب قدر زیادہ ہوں اسی حساب ہو دی ہر تیس گالی میں ایک کو سالہ ایک سالہ دے
 اور ہر چالیس میں ایک گالی مادہ دو سالہ دے اور اس طور پر حساب کرے کہ نقصان فقر کا ہو
 جیسا کہ نصاب شتر میں مذکور ہوا اور گو سفند کی پانچ نصاب میں اول چالیس سفند
 میں انکی زکوٰۃ ایک کو سفند ہو دو سو اکیس سفند انکی زکوٰۃ دو کو سفند میں تیسرے دو سو
 اکیس کو سفند انکی زکوٰۃ تین کو سفند میں چوتھے تین سو ایک کو سفند انکی زکوٰۃ
 بنا بر فول احوط کے چار کو سفند میں پانچویں چار سو کو سفند انکی زکوٰۃ

اول نصاب کے ۳۰
 دوم ۲۰

۱ نصاب سفند ۲۰
 ۲ نصاب ۱۲
 ۳ نصاب ۱۲
 ۴ نصاب ۱۲
 ۵ نصاب ۱۲
 بعد ہر سو کو سفند میں ایک کو سفند

بھی چار گو سفند ہیں اور اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تو ہر سو گو سفند میں ایک
 گو سفند زکوٰۃ ہیں دوسرے جو مقدار شتر و گو سفند وغیرہ سے یا بین و نصابوں
 کے ہوا سکی زکوٰۃ نہیں ہے مثلاً چالیس گو سفند کے ایک
 گو سفند زکوٰۃ ہے جتناک دوسرے نصاب تک پہنچیں گے زکوٰۃ سوائے
 ایک گو سفند کے زیادہ نہوگی اگرچہ سو گو سفند ہوں البتہ اگر ایک سو ایک تک
 پہنچیں تو دو گو سفند زکوٰۃ ہیں دینا لازم ہوگا اسی طرح سب میں سمجھ لینا چاہیے
 مسئلہ مخفی نہ رہے کہ زکوٰۃ متعلق عین نصاب سے ہوتی ہے اور اگر غلہ اور
 جانور زکوٰۃ میں نہ دے تو قیمت اسکی بھی دیکھنا ہوتا ہے مشہور کے فصل
 یا چوپن بیج بیان زکوٰۃ فطر کے اس میں کہی امر میں امر اول مخفی نہ ہے کہ زکوٰۃ
 فطر واجب ہے تین شرطوں سے اول یہ کہ بالغ و عاقل ہو پس طفل و
 مجنون اور جس پر بیہوشی طاری ہو قبل غروب آفتاب کے شب عید کو اور
 بے ہوش رہے تا بعد زوال آفتاب بروز عید تک ان پر فطرہ واجب نہیں ہے البتہ
 اگر کسی کے عیال میں یہ سب داخل ہوں تو اسپر ان سب کا فطرہ واجب ہوگا
 دوسری شرط یہ ہے کہ آزاد ہو غلام پر فطرہ نہیں ہے تیسری یہ کہ غنی ہو اور
 غنی سے وہ شخص ہے کہ قوت سالیانہ اپنا اور اپنے عیال واجب نصفہ کا
 رکھتا ہو یا پیشہ و کسب ایسا کرتا ہو کہ تمام سال مع اپنے عیال کو معیشت
 کافی ہو اور سب سے فقیر کو کہ ایک صاع فطرہ اپنا اور اپنے عیال کی طرف سے
 نکال کے دست بدست کر دے اور کسی مستحق دوسرے کو دے یا کسی کو اپنی
 عیال میں سے دے فائدہ بعد پائی جانے شرط واجب فطرہ کو فطرہ دے

+ دوسرے سو
 + دکان ۱۲

اپنی طرف سے اور کل ان لوگوں کے طرف سے جو کفالت دینا اس پر واجب ہے
 مثل ولاد اور منکوحات و غلام و کنیز وغیرہ کے یہ سب خواہ چھوٹے ہوں
 خواہ بڑے سب کا فطرہ واجب ہو گا بشرطیکہ یہ سب لوگ شب عید کو عیال میں
 دوسرے شخص کے داخل نہ ہوں اور اگر ایسا ہو تو جس کے عیال میں داخل ہو وہ
 اس فطرہ ان سب کا واجب ہو گا اور اگر زید اپنی عیال واجب لنفقہ کو نفقہ
 نہ دیتا ہو اور وہ مکان علیحدہ میں ہوں تو بھی زید پر فطرہ انکا علی الظاہر واجب
 ہو گا اگر انہیں سے کوئی غنی ہو تو احوط یہ ہے کہ وہ خود بھی اپنا فطرہ نکالے
 اور زید بھی اسکا فطرہ دے اور واجب ہے فطرہ دینا اس شخص کا جو قبل شام
 کے اسکے گھر میں مہمان آوے اسکے مال سے و افطار کرے اور اگر بعد شام
 گھر میں آوے تو افطار کرے یا نکرے فطرہ اسکا صاحب خانہ پر واجب نہیں
 اور اگر قبل شام کے گھر میں مہمان آوے اور افطار نہ کرے تو ظاہر صاحب خانہ
 پر فطرہ اسکا لازم ہو گا اور احوط یہ ہے کہ دو فطرہ دین اور اگر کسی کو مال
 و نفقہ وغیرہ دیتا ہو اور وہ عیال اسکی داخل ہو اور دوسری مکان میں رہتا
 ہو تو ایسے شخص کا فطرہ معطلی پر واجب نہیں ہو اسبطح حسب کفالت مسکین
 ہو بطور اجرت کو اسکا بھی فطرہ واجب ہو گا اور اگر شب عید کو قبل شام
 کے واسطے ہمسایوں کے کچھ کھانا بھیجے یا فقیر کو کچھ دی یا کوئی شخص تمام
 مبارک مین مہمان ہو اور روز آخر ماہ رمضان قبل غروب آفتاب کے
 چلا جاوے پس شب عید کو دوسری جگہ افطار کرے یا بعد شام عید کو کچھ کھا کر
 مین آوے یا کچھ کھایا ہو اور بعد شام کو آیا ہو تو ان سب صورتوں میں فطرہ

دینا ایسے شخص کا واجب نہیں ہے مگر حوطا بہ ہو کہ جو اپنے گھر میں بعد شام کے
 آوے اور افطار کرے اور اسٹیپنڈی مکان پر افطار نکلیا ہو اور مسکا فطرہ دے
 اور اگر غنی مہمان فقیر کا ہو یا زوجہ غنیہ ہو اور زوج فقیر تو مہماندار پر اور شوہر
 پر فطرہ واجب ہو گا مگر حوطا بہ سے کہ مہمان غنی اور زوجہ غنیہ خود اپنا فطرہ
 دین مسئلہ اولی جو کہ بالغ ہو قبل ہلال عید کے یا مسلمان ہو یا دیوانہ
 یا بھلا ہو جائے یا فقیر غنی ہو یعنی قوت سالیا نہ ہم ہو چائے یا کوئی غلام
 اس کی ملکیت میں داخل ہو یا کوئی فرزند متولد ہو قبل ہلال کے پس
 ان صورتوں میں سب کا فطرہ دینا واجب ہو گا اور اگر یہ سب امور
 بعد شام کے واقع ہوں پھر روز عید تک تو فطرہ دینا مستحب ہے مسئلہ
 ثانیہ زوجہ منکوحہ کا فطرہ زوج پر واجب ہے اگرچہ اس کے عیال میں داخل نہ ہو
 بشرطیکہ دوسرے کے عیال میں شب عید کو داخل نہ ہو اور کلام اکثر
 علماء سی ظاہر ہوتا ہے کہ زوجہ ناشزہ کا فطرہ لازم نہیں ہے لیکن فطرہ
 دینا اس کا حوطا بہ مسئلہ ثالثہ غلام و کنیز کا فطرہ آقا پر واجب ہے خواہ ان کا
 آقا کے متعلق ہو یا نہیں اور علیحدہ ہوں اگر شب عید کو عیال میں کسی
 داخل نہ ہوں والا جس کے عیال میں ہوں اس پر واجب ہو گا اسی طرح اگر
 بھانجے ہوں اور خیر انکی حیات کی آقا کو معلوم ہے تو بنا بر مشہور کے آقا کو
 فطرہ دینا لازم ہے اور اگر کچھ خیر انکی نہ ہو تو جب تک علم انکی موت کا حاصل
 نہ ہو کہ وہ فطرہ دینا ضرور ہے بنا بر قول ایک جماعت علماء کے مسئلہ رابعہ
 اگر زید مثلاً غنی ہو تو اس پر واجب ہے نفقہ دینا اپنی والدین اور جد و جدہ اور اولاد

اور اولاد اولاد کا جبکہ یہ سب فقیر ہوں پس فطرہ دینا انکا بھی زید پر واجب ہوگا
 اگرچہ انکو نفقہ دیتا ہوں بنا بر قول مشہور کے بشرطیکہ یہ لوگ شب عید کو عیال
 میں کسی کو داخل ہوں مسئلہ خامسہ جس کا فطرہ شخص ثانی پر واجب ہو
 تو شخص اول سے واجب ساقط ہوتا ہے امر ثانی یہ بیان جس فطرہ اور
 مقدار فطرہ کے پس مخفی نہ ہے کہ قوت غالب سے یعنی جس چیز کے کھانیکا
 اکثر استعمال رہتا ہو اس میں سے فطرہ دے مثل گندم و جو و برنج و خرما و
 شقے کے اور افضل خرما ہے پس شقے میں جو قوت غالب ہو اور مقدار فطرہ
 کے فی کس ایک صاع ہے کہ بحساب سیرانگریزی نمبری جو فی الحال لکھنؤ
 میں مستداول سے تین تار یا صافہ چار ماشہ و ایک رتی کے ہوتا ہے مسئلہ
 قیمت بھی اشیاء مذکورہ کی فطرہ میں دینا جائز ہے امر ثالث یہ وقت
 نکالنے فطرہ کے اور وہ بنا بر مشہور کے شام شب ہلال شوال ہے ظہر
 عید تک اور قبل اسکے نہیں دے سکتا ہے مگر بطور قرض کے پس بعد
 دخول وقت کے قرض میں حجاز کرے اگر مدیون صفت استحقاق پر پائی
 رہے اور قرض خواہ بھی غنی رہے والا واپس کرے گا اور واجب ہی نہایت
 کرنا بروقت نکالنے فطرہ کے اور کافی ہے نہایت میں قصد کرنا اس امر کا کہ
 زکوٰۃ فطرہ دینا ہوں اپنی طرف سے یا عیال کی طرف سے واسطے اطاعت
 امر الہی کے واجب قرینہ الی اللہ مسئلہ اگر فطرہ وقت میں نکالا ہو اور
 میں مستحق کے تاخیر ہو کسی عذر سے تو قیاحت نہیں ہے اور اگر وقت میں فطرہ
 نہ نکالا ہو تو احوط یہ ہے کہ شام روز عید تک فطرہ دے اور قصد ادا و قضا کا

نکرے اور اگر روز عید گذر گیا ہو اور فطرہ نہ نکالا ہو تو بھی احتیاطاً دس روپے
 قصد کرے اس امر کا کہ یہ دیتا ہوں میں اگر قضا فطرہ کی مجھ پر واجب ہے
 تو فطرہ سے والا تصدق ہے مسئلہ اگر فطرہ نکالا ہو اور سستی کرے
 دینے میں مستحق کے اور زلف ہو جائے تو ضامن ہوگا یعنی پھر اتنی ہی مقدار
 اسکو دینا لازم ہوگا اور جائز نہیں ہے پھر فطرہ کا دوسرے شہر میں اگر
 مستحق اپنے شہر میں موجود ہوں اور اگر ایسا کرے اور زلف ہو تو ضامن ہوگا
 اور اگر اپنے شہر میں مستحق نہ ہوں تو دوسرے شہر میں جہاں مستحق ہوں روانہ
 کرے اس صورت میں اگر زلف ہو جائے تو ضامن ہوگا بنا بر لھر کج
 بعض علما کے لیکن اس حال میں بھی عوض دینا اسکا احوط ہے امر رابع
 مستحق فطرہ وہ لوگ ہیں جو مستحق زکوٰۃ مال ہیں چنانچہ فصل زندہ میں تفصیل
 بیان ہوگا مگر فصل پیر سے کہ زبان غیبت امام میں فقہ عادل اثنا عشری
 اس روانہ کرے کہ وہ مستحقوں کو تقسیم کرے اور خود بھی تقسیم کر سکتا ہے
 مگر مومن اثنا عشری عادل کو یا مومن مجہول الفسق کو دے یا اطفال
 مومنین کو دے اگرچہ والدین انکے عادل ہوں اور اگر کسی طفل کا
 باپ شیعہ ہو اور مادر سنیہ ہو جب بھی اس طفل کو علی الظاہر دے سکتے ہیں
 اور مستحب ہے کہ اپنے اعزاء و اقربا مستحقین کو دیس ہمسایوں کو اور
 صاحبان علم و فضل و زہد کو اگر استحقاق ہو اور چاہیے کہ مستحق کو ایک ہمارے
 سے کم نہ دے مسئلہ فطرہ غیر سید کا سید کو چاہیے دینا اور فطرہ سید کا سید
 وغیر ہندو دونوں پاسکتے ہیں تفصیل اسکی فصل آیتین آتی ہے

فصل آہمی بیج بیان مستحقین زکوٰۃ کے وہ آٹھ گروہ ہیں جنہاں پہ خدا اور عالم
 نے قرآن مجید میں اول کا ذکر کیا ہے اول و دوم فقرا و مساکین ہیں
 اور مراد اونسے وہ لوگ ہیں جو قوت سالیانہ اپنا اور اپنے عیال و اولیاء لائق
 کا نہیں رکھتے اور نہ کوئی کسب و پیشہ رکھتے ہیں جسکی وجہ سے معاش انہی
 اور اپنے عیال کی حاصل ہو اور اگر کوئی شخص کسب و پیشہ کرتا ہے مگر خرچ
 سالیانہ اٹکا اور عیال کا حاصل نہیں ہوتا وہ مستحق زکوٰۃ یا نہ کا ہے اور حسبہ چار
 لے سکتا ہے بنا بر قول مشہور کے تا وقتیکہ صفت فقر ازائل نہوا اور اگر صفت
 غنا حاصل ہو لوجہ اخذ زکوٰۃ کے تو پھر اسکو زکوٰۃ نہ دینا اور اگر کوئی شخص مکان
 موافق اپنی اور اپنے عیال کو یا خادم و غلام و کنیز و لباس ثمل و کتب علمیہ وغیرہ رکھتا ہو
 اور احتیاج ہواں سب کی مثل اسکی کہ اگر مکان ہو تو رہنے کو محتاج ہو
 یا خادم و لباس ثمل وغیرہ ہوں تو مناسب اوسکے حال اور لیاقت
 کے نہیں ہے بلکہ موجب ذلت و اہانت کے ہے پس اس صورت میں اگر
 معاش اسکی تمام سال میں کفایت نہ کرے تو مستحق زکوٰۃ پانے کا ہے
 مسئلہ اگر کوئی شخص مدعی ہو فقرا کا اور صاحب مال اسکو صادق مانے
 تو زکوٰۃ اسکو دے اور اگر کاذب جانے تو نہ دے اور اگر سچ و جھوٹ کچھ
 نہ معلوم ہو تو پھر یہ ہے کہ پوشیدہ اوسکے حال کا تفحص کر کے دے
 مسئلہ اگر کسی کے فقر پر دعو عادل گواہی دین تو وہ مستحق زکوٰۃ
 کا ہے مسئلہ اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ مال میرا تلف ہو گیا تو پھر
 علماء قائل ہیں کہ اس سے قسم لین کے تو زکوٰۃ دین گے اور

بہتر ہے کہ اگر گواہ ممکن ہوں تو طلب کرے والا قسم پر اکتفا کرے
 مسئلہ اگر کوئی شخص اپنا کسب و پیشہ ترک کرے اور مشغول ہو طلب
 علم دین میں تو زکوٰۃ اُس کو دے سکتی ہیں اگر کسب مانع طلب علم سے ہو اور
 تحصیل علم نہ ہو اس کو واجب ہو مسئلہ واجب نہیں ہے اکاہ کرنا فقیر
 کو زکوٰۃ سے بلکہ اگر کوئی شخص اپنی لیاقت کے خلاف جانتا ہے زکوٰۃ لینا اور وہ مستحق
 ہے تو چاہیے کہ زکوٰۃ بطور صلہ و ہدیہ کے اُسکے پاس روانہ کرے تب سے
 مستحقین زکوٰۃ سے عالمین میں اور مراد اُن سے وہ لوگ ہیں جنکو امام علیہ السلام
 واسطے تحصیل زکوٰۃ کے سعین فرماوین اور یہ لوگ اس زمانہ میں غالباً امین
 ہوتے ہیں جو تھے موافقہ القلوب ہم لوگ بھی اس زمانہ میں نہیں ہیں پھر
 صرف کرنا زکوٰۃ کا آزاد کرنے میں غلام و کنیز کے مثل اسکے کہ اقاتے اپنی
 غلام و کنیز سے شرط کی ہو کہ اگر تو اتنا مال دے گا تو آزاد ہو گا اور وہ عاجز ہو تو
 مال کے کسب سے تو زکوٰۃ سے اُسکو دینگے تاکہ آزاد ہو یا غلام و کنیز پر قابضت
 شدت کرے یا ہو تو مال زکوٰۃ سے اُونکو خرید کر کے آزاد کرینگے اور مدار شدت وغیرہ
 کا خوف پر ہے یا مستحق موجود ہوں تو مال زکوٰۃ سے غلام و کنیز لیکر آزاد کرینگے
 اگرچہ شدت میں ہوں اور احوط یہ ہے کہ یہ غلام و کنیز شیعہ ہوں چھ مستحقین
 زکوٰۃ سے قرضہ رہیں کہ قرض لیا ہو اور معصیت میں صرف نکلیا ہو ورنہ الحال
 ادا سے قرضہ سے عاجز ہوں اور اگر معصیت میں صرف کیا ہو بعد ازاں
 توبہ کی ہو اور فقیر ہو تو سہم فقرائے دوسکتے ہیں اور اگر معلوم ہو
 کہ معصیت میں صرف کیا ہے یا غیر معصیت میں تو بھی بنا بر مشہور اُسکو

لفظ جو بعضی نسخوں میں
 ہے اس سے مراد ہے

فی سبیل اللہ

زکوٰۃ دینگی تاکہ قرض ادا کرے لیکن احوط یہ ہے کہ حال اوسطے صرف کا وقت
 کریں کہ کس میں صرف کیا ہے اگر ممکن ہو والا کتفا کرینگے ظاہر حال مومن پر
 واللہ لعلم ساتوین فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا میں صرف کرنا مثل اعانت
 زقاران اور حاجیوں کے اور مثل بنانے مساجد و پل وغیرہ کے موافق
 ضرورت و احتیاج مردم کے اور صرف کرنا اس وجہ میں جس سے ترقی
 دین ہو مثل اسکے کہ مدرسہ جاری کرے اور مصارف اسکے مال زکوٰۃ سے دے
 لیکن احوط یہ ہے کہ اگر مستحقین فقرا و محتاجین موجود ہوں تو انکو مقدم کرے
 ان امور پر مگر وہ امر کہ جسکا کرنا ضرور ہو مثل پل بنوانا یا چاہ بنوانا اس جگہ پر کہ
 ضروری ہو اٹھوین ابن السبیل مراد اُن سے وہ مسافر ہیں جو کہ غربت میں یعنی
 حال مسافرت میں ہوں اور خرچ اپنے مکان تک جانیکا نہ کہتے ہوں اگرچہ
 اپنے مکان پر وہ غنی ہوں مگر سفر انکا غیر مشروع ہو پس انکو زکوٰۃ میں سے
 استفادہ سے سکتی ہیں کہ اپنے گھر تک پہنچ جاویں نہ اوس سے زیادہ **فصل**
 بیچ بیان اوصاف مستحقین کے پس مخفی نہ ہے کہ سو اموال القلوب اور بعض
 اصناف فی سبیل اللہ کے زکوٰۃ لینے والے میں کئی صفتیں لازم ہیں اول
 یہ کہ مومن شیعہ اثنا عشری ہو اور احوط یہ ہے کہ صالح اور پرہیزگار ہو گناہ
 کبیر مثل شرب خمر وغیرہ سے اجتناب کرتا ہو دوسرے یہ کہ واجب النفقہ
 اپنے مالک کا ہو مثل اولاد و زوجہ و غلام و کنیز وغیرہ کے البتہ زوجہ شوہر کو
 زکوٰۃ دے سکتی ہے اگر مستحق ہو تیسرے یہ کہ تید ہو کیونکہ غیر تید کی زکوٰۃ
 سبب نہیں دے سکتے البتہ تید کی زکوٰۃ تید و غیر تید دونوں پاسکتے ہیں اور اگر تید

اور صرف زکوٰۃ

قدرت نہیں رکھتا ہے کہ اپنی معاش سے بسر کرے اور خمس بھی نہیں ملتا
 یا ملتا ہے اور کافی نہیں ہوتا تو اس صورت میں غیر سید کی زکوٰۃ اُسکو دے
 سکتے ہیں بقدر ضرورت بلکہ بقدر سد رفق اور اگر احتیال شرعی عمل میں آئے
 تو پھر حقیقت کا احتیال کیا جاوے وہ مل سکتا ہے سید کو اور زکوٰۃ مستحبہ
 و صدقات مسنونہ غیر سید کی سید ہر حال میں پاسکتا ہے۔
 اس میں کئی مسئلہ ہیں مسئلہ اولی اطفال مومنین زکوٰۃ لے سکتے ہیں اگرچہ
 والدین اُنکے فاسق ہوں جیسا کہ گذرا مسئلہ ثانیہ بہر سہرے کہ زکوٰۃ
 سب اصناف مستحقین کو پہنچائے اور اقل ہر صنف سے تین شخصوں کو دے
 اور ایک شخص کو بھی دینا جائز ہے اگرچہ اثنا دہ کو کہ ثمنی ہو جائے لیکن
 احوط بہرے سے کہ قوت سالیانہ زیادہ اُسکو دے خصوصاً جبکہ فقرا بہت
 ہوں مسئلہ ثالثہ بہرے کہ اپنے عزیزوں مستحق کو زکوٰۃ دے اور موافق استحقاق
 کو دے مثلاً کوئی شخص عیال کثیر لہتا ہو اُسکو موافق اُسکو حال کو دینا چاہیے
 اور علما و فضلا و صالحی کو مقدم رکھنا چاہیے باوجود استحقاق کو مسئلہ رابعہ احوط
 بہرے کہ کسی مسکین کو مقدار زکوٰۃ نصاب اول طلا و نقرہ سے کم نہ دے یعنی نصف
 دینار دے یا پانچ درہم دے اس سے کم نہ دے اور زیادہ ہیں اختیار ہے مسئلہ
 خامسہ اگر اپنی شہر میں مستحق ہوں تو دوسرے شہر میں روانہ کرنا زکوٰۃ کا جائز
 نہیں ہے مسئلہ سادسہ زمانہ غیبت امام علیہ السلام میں بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ تجتہد
 جامع الشرائط پاس بھیجیں کہ وہ مستحقین کو تقسیم کرے مسئلہ سابعہ بروقت
 اخراج زکوٰۃ کو نیت کرے کہ زکوٰۃ میں دینا ہوں میں واجب۔ قربتہ الی اللہ

قد فرغ من نسو يد هذه الرسالة العجالة الزكوية مؤلفه المتسك
 بحمل الله القوي ابو الحسن علي بن الحسين رضي الله عنهما له رسالة
 واسمها في معرفة جنات يورما او صفة المصطفى للرفعة واستخلافه فجله
 بمنزلة تكادون من مؤلفه نص عليه بالخلافة والوصاية وان الم
 يقبلها اهل الفواية وايم الله هو كذلك بالخبر والاية اعني به يوم
 الخميس لثانية مضت من العشرة الثانية من ذي الحجة الحرام في
 سنة ثلثين وتسعين بعد الالف ومائتين من هجرة
 سيد الانام عليه وعلى الالف التحية والصلوة
 والسلام في قرية من قرى جوفهم تسمى
 ماد لالذالت اهلها بالضم والاباد
 فهرست كتب موجوده تصنيف جناب قبله واعبه
 عماد العلماء مولانا مير انصاحب مجتهد العصر وامت بركات
 خزائنة المسائل كتاب طهارة كفاية السائلين طهارة نسوان احكام النساء
 تحفة العابدين تحفة المومنين زاد المسافر من ارشاد المذكين موعظه فاخر
 مناقب وفضائل جدول مسائل ضروري جدول تاريخ تسعد ونحسن
 فرائد يمانية غربي وفع الشبهات عقائد امامية خزائنة المسائل كتاب الصلوة وترجم
 شرح دعاء عديله قول فصل در وقف و وصل عجايب مغيب قط

فهرست
١٢
٩٣
١٨

ثلث

MAAB 1481

